



شہید مخدوم
سیدنا مولانا
فاروق عظیم

غریب سادہ و گہری
ماستانِ مسم

واقعہ سے کربلا
میں پیناں دریں عظیم

دستور السالکین

عقوتی تبلیغ کی حکمتیں

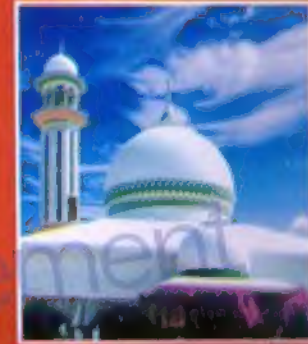
اول طبع



mahnmamohiuddinfaisalabad@gmail.com

سیدتی اویقو کی اہلیہ المومناہ الزہراء
مجلد محمد الدین
فیصل آباد

جلد نمبر 2
محرم الحرام
1437ھ 2015ء
شمارہ نمبر 8



شیخ الشیخ حضرت اقدس
محمد علی الدین
سے ایک ملاقات

حصہ دوم

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۝ عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے (فرمان جنوینی کریم ص ۱۱۱)

فیضانِ نبویؐ ہمدانیؒ

صدقہ قرآن اکیڈمی

طلباء و طالبات



بمقام: 186- گلشن کالونی میلاد روڈ صدیقی سٹریٹ فیصل آباد

داخلہ کیلئے عمر کی کوئی قید نہیں (فری تعلیم)

ناظرہ قرآن مجید	تجوید و قراءت	ترجمہ و تفسیر القرآن
مسائل شرعیہ	اصلاح اعمال	اخلاقی تربیت

دعوتِ فکر

- * کیا ہم اپنے بچوں کی دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کی بھی فکر رکھتے ہیں؟
- * کیا اولاد کی دینی تعلیم و تربیت ہماری ذمہ داری نہیں؟
- * کیا ہم اپنے گھروں میں سکون و طمانیت کی دولت کے خواہشمند نہیں؟
- * کیا ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے نہیں؟
- * کیا ہم غفلت کی نیند سے بوقتِ فجر بیدار نہیں ہو سکتے؟
- * کیا ہم فکرِ معاش کے ساتھ فکرِ آخرت بھی رکھتے ہیں؟

اِنَّا كَانُوا
بِعَدُوِّكَ فَجَنَعْنَا
۲ گنتے

علم حاصل کرنے کیلئے عمر کی کوئی قید نہیں۔ ابھی وقت ہے۔ آئیے خود بھی قرآن مجید پڑھیں سمجھیں اور اپنے بچوں کو بھی نورِ قرآن سے منور کرنے کا اہتمام فرمائیں۔

محمد عبداللہ یوسف صدیقی ۲۱۱۱ جامعہ محمدیہ اسلامیہ فیصل آباد
0321-7611417

بیتِ نبویؐ قادیان کا نورِ انوار

محمد الدین

جلد نمبر 2 محمد الحارث 1437ھ 2015ء شمارہ نمبر 8

فیضانِ نبویؐ ہمدانیؒ

فیضانِ نظر حضرت محمدؐ علامہ محی الدین غزنویؒ
آفتابِ علم و حکمت و اقیقہ روزِ حقیقت
حضرت پیر محمد علی والدین صدیقی صاحب
زینتِ مجاہد استاد عالی جناب شریف آزاد کوٹہ



پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحق قریشی صاحب
شیخ الحدیث علامہ محمد تقی عثمانی صاحب
علامہ محمد معظم الحق محمودی صاحب
علامہ خواجہ وحید احمد قادری صاحب
ڈاکٹر عبداللہ نور ساجد صاحب
پروفیسر عبدالخالق توفیقی صاحب

ڈاکٹر امتیاز احمد (ریجنل ڈائریکٹر دارالمکرمہ سکول)
ڈاکٹر محمود یوسف (شیخ جعفر بن اسماعیل آباد کالج بورڈ)
شیخ محمد بشیر داد صدیقی (دادو ٹیکنیکل کالج)
شیخ محمد آصف صدیقی (سید محمد شاہ کالج)
شیخ محمد شہزاد صدیقی (الجمہور ڈائریکٹ)
حاجی محمد شہیر صدیقی (منیر شہیر کالج ہاؤس)
شیخ محمد نعیم صدیقی (صدیقی فیکلٹی کالج)
حاجی محمد عادل صدیقی (حق آرٹس)
صوفی محمد صفدر صدیقی، صوفی محمد رمضان ڈاکٹر صدیقی
محمد عاطف امین صدیقی، انعام الحق صدیقی
محمد بابر صدیقی، محمد اطہر صدیقی، محمد عمران نقشبندی
صوفی نظام رسول شریف پوری، قیصر سبحانی صدیقی
خلیفہ مشتاق احمد علانی علامہ مظہر الحق صدیقی
پروفیسر سید جہور حسین، پروفیسر توحید عالم نقشبندی

حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی

اس شعبے میں

- اداریہ: غریب و سادہ رنگین داستانِ حرم 02
- یہ کائنات جسم ہے اور جان حسین ﷺ 03
- شہید محراب سیدنا فاروق اعظم ﷺ 04
- واقعہ کربلا میں پنہاں درسِ عظیم 07
- ایک ملاقات 12
- دعوت و تبلیغ کی حکمت عملی 18
- دستور السالکین 24
- آداب الطعام 29

کپورنگ: محمد عثمان قادری: نائل ڈیزائن: محمد کلیم رضا

رابطہ نمبرز
041-2636130
0321-7611417

فاؤت آرٹسٹ

مصلح مسیحی محمد الدین
سدا رہا رہی مندی اچھو رو فیصل آباد

صدقہ تبلیغ کی نشر فیصل آباد

اداریہ غریب و سادہ ورنگین ہے داستانِ حرم

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

1437ھ کا آغاز محرم الحرام سے ہو چکا ہے۔ نیا اسلامی سال آپ کو مبارک ہو۔ اس کی تمام برکات سعادتوں سے استفادہ کرنے کی توفیق نصیب ہوا

تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اکابر امت نے اسلام کا جہنڈا بلند رکھنے کیلئے مال و متاع تو کیا جان کا نذرانہ دے کر عظیم اسلام کی پاسبانی کا حق ادا فرمایا ہے۔

یک محرم الحرم مراد رسول حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کا دن ہے۔ کون صاحب ایمان حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عظمت سے واقف نہیں۔۔۔۔۔ کون حضرت اسماعیل ذبح اللہ علیہ السلام کی قربانی سے واقف نہیں۔۔۔۔۔ کون حضرت امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام کی قربانی سے واقف نہیں۔۔۔۔۔ یہ وہ داستانِ حرم ہے۔ کہ جس سے ہر صاحب ایمان واقف بھی ہے اور سر بھی فخر سے بلند ہے۔۔۔۔۔

یہ داستانیں انبارِ قربانی اور ہمت و عزیمت حضرت اسماعیل علیہ السلام سے شروع ہوتی ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔

غریب و سادہ و رفقین ہے و داستانِ حرم
اعتنا ہے اس کی حسین ابتدا ہے اسماعیل
حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی سیرت و شخصیت میں
گہری مماثلت نظر آتی ہے۔ بلاتر و دوجان کی بازی لگا دینے کو روح حیات سمجھنا دونوں ہستیوں کا
یکساں پیغام ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اسلام کی خاطر اپنے خون سے ظلم کو نچا دکھا کر حق
کا بول بالا فرمایا اور قیامت تک کے مسلمانوں کو اسلام پر جان نثار کرنے کا خوبصورت سبق دیا ہے۔

دوستو! محافل ذکر حسین اور لشکر شریف کی تقسیم کا عمل بہت نفع بخش ہے اور اس پر عمل کرنے والے بھی بہت ہیں۔ لیکن پیغام حسین تو اسلام کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کا ہے۔ تو ہمیں بھی محافل کے ساتھ ساتھ دین اسلام کی آب یاری کیلئے وقت نکالنا ہوگا۔۔۔۔۔ علم حاصل کرنا ہوگا۔۔۔۔۔ مساجد و مدارس آباد کرنا ہوں گے۔۔۔۔۔ دین کی فکر میں زندگی گزارنا ہو گی۔۔۔۔۔ کاش ہم سب مل کر اسی سال اس قدر خدمت اسلام کر سکیں جس سے ہماری نسلیں بھی دیندار ہو جائیں۔ اُسوہ فاروقی اور اُسوہ حسینی پر عمل پیرا ہونے میں نجات کی ضمانت ہے۔

مدیر اعلیٰ

یہ کائنات جسم ہے اور جاں حسین رضی اللہ عنہ ہیں

از: مهذب چشتی

افسانہ حیات کا عنوان حسین رضی اللہ عنہ ہیں
یہ کائنات جسم ہے اور جاں حسین رضی اللہ عنہ ہیں
ہر ذرہ ضو فشاں ہوا ماتیہ کھکشاں
صحرائے کربلا تیرے مہماں حسین رضی اللہ عنہ ہیں
آئی خزاں کچھ اس طرح باغ بتول میں
دشتِ بلا میں بے سرو سماں حسین رضی اللہ عنہ ہیں
لوناِ حیدیت کی سیہ رات کا فسوں
جگ تو یہ ہے کہ مشعلِ عرفاں حسین رضی اللہ عنہ ہیں
سیرابِ خون سے کر دیا اسلام کا چمن
اک عمرِ غم و دھت و ایقان حسین رضی اللہ عنہ ہیں
ان کے دم قدم سے ہیں سب رونقیں یہاں
انسانیت کے درد کا درماں حسین رضی اللہ عنہ ہیں
اس بات کے ہیں شام کے بازار بھی گواہ
کچھ شک نہیں کہ تعلق قرآن حسین رضی اللہ عنہ ہیں
ساکل کے ساتھ جو رہے ہر ایک موڑ پر
وہ راہنمائے منزلِ ایمان حسین رضی اللہ عنہ ہیں
اک پھولِ گلشنِ ذہر ارضی اللہ عنہا کا رہ گیا
خود بھی خدا کی راہ میں قرباں حسین رضی اللہ عنہ ہیں
مجھ کو کسی کے دیں کی، نہ ایماں کی ہے خبر
محبوبِ میرا دیں، میرا ایماں حسین رضی اللہ عنہ ہیں

شہید محراب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

از: علامہ خواجہ وحید احمد قادری صاحب

نام مبارک عمر، کنیت ابوخص، لقب فاروق ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد فضل و بزرگی میں آپ کا مرتبہ ہے۔ آپ کا نسب نویں پشت میں حضور علیہ السلام سے مل جاتا ہے۔ آپ عام الفیل کے تیرہ برس بعد پیدا ہوئے۔ اسلام سے قبل قریش میں آپ باعزت لوگوں میں سے تھے۔ قریش کی سفارت آپ کے ہی پر تھی۔ اسلام لانے کے بعد آپ حضور ﷺ کے خلیفہ دوم چنے گئے۔ آپ کی عمر شریف بھی تریسٹھ برس کی ہوئی۔

صحابہ میں آپ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہے۔ اور آپ کا درجہ و مقام بہت اونچا ہے۔ اور کیوں نہ ہو آپ کو حضور ﷺ نے خدا سے مانگا تھا۔ الہی خاص عمر بن الخطاب کے ساتھ اسلام کو غلبہ و قوت عطا فرما اس دعا کے قبول ہونے پر حضرت جبرائیل امین بحضور نبوی حاضر آئے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اہل آسمان عمر کے اسلام لانے کی خوشیاں منا رہے ہیں۔ جناب عمر کی جلالت شان کا یہ عالم ہے کہ آپ کے متعلق حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر میرے بعد نبی ممکن ہوتا تو عمر ہوتے۔ جناب عمر کا در و خلافت اپنی برکتوں کے علاوہ اس اعتبار سے بھی ممتاز ہے۔ کہ بہت سے ملک اسلامی حکومت میں شامل ہوئے۔ اور یہ کہنا مبالغہ نہیں۔ کہ آج تک کوئی شخص ایسا فاتح اور کشور کشا نہیں گزرا جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ علیہ کے برابر فتوحات اور عدل و انصاف دونوں کا جامع ہو۔ مصر، عراق، فلسطین، خوزستان، آذربائیجان، فارس، کرمان، خراسان اور کرمان آپ ہی کے عہد خلافت میں فتح ہوئے۔ آپ نے مضافہ علاقہ میں تقریباً چار ہزار مسجدیں اور نو سو جامع مسجدیں تعمیر کرائیں۔ اور آپ نے دین اسلام کی وہ تبلیغ و اشاعت فرمائی جس کی مثال نہیں ملتی۔

حضرت عمر تقویٰ، پاکبازی، زہد و ورع، تواضع علم اور فقر نبوت کا بیکر جمیل تھے۔ سادہ غذا کھاتے بیوند لگے کپڑے پہنتے۔ ان کی زندگی ہر قسم کے کروفر و مود و نمائش ثلث باٹ سے پاک تھی۔ مگر وقار خلافت کا یہ عالم تھا کہ کوئی شہنشاہ بھی تاب نہ لاسکتا تھا۔ ایک مرتبہ قیصر روم کا قاصد

مدینہ طیبہ آیا اور امیر المومنین کو تلاش کرنا تھا تا کہ بادشاہ کا پیام آپ کی خدمت میں عرض کرے لوگوں نے بتایا کہ امیر المومنین مسجد میں ہیں۔ وہ مسجد میں آیا دیکھا کہ ایک صاحب موٹے بیوند زدہ کپڑے پہنے ایک اینٹ پر سر رکھے لیٹے ہیں۔ یہ دیکھ کر باہر آیا اور لوگوں سے امیر المومنین کا پتہ دریافت کرنے لگا۔ کہا گیا مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ کہنے لگا۔ مسجد میں تو سوائے ایک دلق پوش کے کوئی نہیں صحابہ نے کہا وہی دلق پوش ہمارا امیر و خلیفہ ہے۔

مورخ ابن ہشام نے بڑے اعتماد کے ساتھ کہا ہے کہ جناب عمر فاروق جب تک اسلام نہ لائے تھے۔ تو مسلمان بہت کمزور تھے۔ وہ اسلام لائے تو اسلام ان کے سبب معزز ہوا۔ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی عطا یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو ایک ایسا اقتصادی و معاشی نظام دیا کہ ایسا مکمل نظام اس دنیا کے تحت پر کبھی رونما نہ ہوا تھا۔ کبھی عوامی زندگی کو وہ خوش حالی میسر نہ آئی تھی۔ جو جناب فاروق اعظم نے انسانی جھولی میں ڈالی تھی۔ کبھی عوام الناس کے ایک ایک فرد اور ایک ایک شخص کا ریاست کے خزانہ پر وہ حق تسلیم نہ ہوا تھا جو آپ نے متعین کیا۔ معروف مورخین نے بیک زبان اعتراف کیا ہے کہ آپ کے عہد میں اسلامی مملکت کے دور دراز علاقوں میں آباد عوام کو بھی ان کا وہ حق بڑی پابندی سے ملتا جو مدینہ کے عام شہریوں کو ملتا۔ ان کی طرف سے ہر شہری اور ہر دیہاتی کو تین سو درہم سالانہ نقد تنخواہ دی جاتی دو جریب غلہ، چار سیر سرکہ اور چار سیر زیتون، ہر مہینے بنیادی ضرورت کے طور پر مہیا کیا جاتا۔ ان کی ریاست میں ہر نو مولود کا نام سرکاری رجسٹر میں درج ہوتا۔ بچہ پیدا ہوتے ہی امیر المومنین اس کے ماں باپ کو سو درہم بچہ کی ضروری اخراجات کیلئے فوراً عطا کرتے۔ مزید برآں دو جریب غلہ، چار سیر سرکہ اور زیتون بھی بہم پہنچاتے۔ دوسرے سال اس بچہ کو دو سو درہم دیے جاتے بچہ تیسرے سال میں داخل ہوتا تو اسے تین سو درہم عطا ہوتے۔ یہ بلوغ کی عمر تک پہنچنے کی سالانہ امداد تھی۔ جو جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہر بچے کو لازماً دی جاتی۔ مملکت کی کوئی بیوہ کوئی یتیم لڑکی، کوئی معذور، کوئی اندھا کوئی لولہ لنگڑا ایسا نہ تھا جو بنیادی ضرورتوں سے محروم رہتا۔ حتیٰ کہ غیر مسلم ذمی معذور بھی سرکاری خزانہ سے بنیادی ضرورتیں وصول کرتے۔

سب سے عجیب بات تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد کی یہ ہے کہ انہوں نے جو نظام معیشت متعارف کیا تھا۔ اس میں اس کی اپنی ذات کو کوئی خصوصی میسر نہ تھا۔ قاضی ابو یوسف نے بڑے دعوے سے کہا ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان بارہا کیا تھا۔ لوگوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کا اس مال میں حق نہ ہو نہ کوئی ٹھلا اور نہ کوئی اعلیٰ سب کے سب اس کے حقدار ہیں۔ اور اس پر سب سے زیادہ حق اس شخص کا ہے۔ جو مجبور غلام ہے۔ اور میں بھی اس مال میں ان ہی جیسا حق رکھتا ہوں۔

جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ حق جس طرح بیت المال سے لیا اس کی تفصیل بھی عجیب ہے۔ وہ گرمیوں اور سردیوں کے لئے دو کھر درے کرتے بیت المال سے لیا کرتے۔ اور ان کرتوں پر 18، 18 پیوند لگے ہوتے تھے۔ ان میں کوئی پیوند سرخ ہوتا تھا اور کوئی سبز، کوئی نیلا، کوئی پیلا کوئی پیوند کپڑے کا ہوتا اور کوئی چڑے کا۔ اور وہ جو کھانا کھاتے تھے۔ وہ اس قدر عام ہوتا کہ دوسرے لوگ اس میں شرکت پسند نہ کرتے۔ روکھی سوکھی کھانے کے سبب ان کی صحت کافی بگڑ گئی تھی۔ ان کا منشور یہ تھا۔ کہ وہ خود نہ تو اچھا کھائیں نہ عمدہ لباس پہنیں۔ البتہ عوام الناس خوب خوش حال ہوں۔ تاریخ کا یہ دعویٰ غلط نہیں ہے۔ کہ اگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ چند سال اور زندہ رہ جاتے۔ بد نہاد سازشی گروہ ان کو بے وقت شہید نہ کر دیتا تو وہ ایک ایسے عوامی معاشرہ کی تکمیل کا فریضہ انجام دے لیتے جو معاشی لحاظ سے ایک گھر کی حیثیت اختیار کر لیتا۔

نئے دور کے ماہرین معاشیات مدعی ہیں کہ معاش کے اعتبار سے ایک گھرانے کا تصور نئی معاشی تعمیر ہی ہے جو تعمیری کارل مارکس اور اس کے مدرسہ فکر کی ایجاد ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ تعمیر ہی جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اختراع و ایجاد ہے۔ اور یہ تعمیر ہی انہوں نے اس وقت پیش کی تھی جبکہ مٹھری اور باقی دنیا کافی لحاظ سے حدودِ پست تھی۔ جبکہ دنیا کو یہ تک معلوم نہ تھا۔ کہ آدمی پر آدمی کا حق کیا ہے جبکہ دنیا یہ تک جانتی تھی۔ کہ عالمۃ الناس کے بھی ریاست پر کچھ حقوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ جناب فاروق رضی اللہ عنہ کی روح پر ہزار ہزار رحمتیں فرمائے۔ جنہوں نے معاش و اقتصاد میں ایک گھرانے کا تصور عام کیا تھا۔ اور دنیا کو صحیح اشتراکیت کی سمت راہ دکھائی تھی۔

واقعہ کربلا میں پنہاں درس عظیم

از: ڈاکٹر غلام زرقانی صاحب

ہر سال ہلال محرم کے طلوع ہوتے ہی مسلم معاشرہ منہموم ہو جاتا ہے۔ اور ہوتا بھی چاہیے۔ کہ واقعہ کربلا قتل و خون، جنگ و جدال اور دگردہوں کے درمیان تصادم کا کوئی عام حادثہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایمان یقین کے اثبات کے لئے عملی قربانی کی علامت ہے۔ اور قربانی بھی ایسی جو صرف اپنی ذات تک محدود نہیں۔ بلکہ اپنے خانوادہ کے صحت مند مردوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ لہذا اظہارِ تاسف کرنا تقاضائے فطرت کے عین مطابق ہے۔ جب کہ کاشانہ نبوت کے جانثاروں کی قربانیوں کو فراموش کر دینا بہت بڑی زیادتی اور نا انصافی ہے۔

یہ اسی افسوسناک حقیقت کا دوسرا پہلو ہے۔ کہ واقعہ کربلا کے پس منظر میں صرف اظہارِ غم کافی نہیں۔ بلکہ ایک قدم آگے بڑھ کر ہمیں چاہیے کہ غیر جانبداری کے ساتھ غور و فکر کریں۔ اور وہ اسباب و مصلحت تلاش کرنے کی کوشش کریں جو امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کی شہادت تک لے گئے۔ یقین کریں کہ اگر ہم نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ صرف واقعہ کربلا کے تذکرے سے یاد امام حسین رضی اللہ عنہ کے تقاضے پورے ہو گئے ہیں۔ تو یہ ہمارے فہم و فراست کا قصور ہے۔ بلکہ سچی بات یہ ہے۔ کہ یہ ایک بڑے تاریخی افسوسناک واقعہ کو عام سے واقعہ قتل تک محدود کرنے کے مترادف ہے۔ اگر میرے معروضہ سے کسی قدر اتفاق ہے تو آگے بڑھیے۔ بہت ممکن ہے۔ کہ متذکرہ سوال کے کئی جوابات ہوں اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ جزوی اعتبار سے سب کے سب درست ہوں۔ تاہم میرے نزدیک واقعہ کربلا ک سب سے بڑی وجہ ہے۔ دنیا طلبی اور آخرت فراموشی، یزید پلید نے دنیا کے عارضی اقتدار کی حرص و طمع میں آخرت کی پائیدار راحت و آسائش کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ تاریخی مستندات گواہ ہیں کہ یزید نے اپنی جاہلانہ تخت نشینی پر لوگوں کی تائید حاصل کرنے کی کوششیں شروع کر رکھی تھیں۔ اس کے کارندے علاقے میں محوم محوم کر اپنے نام نہاد سربراہ مملکت کی حمایت کے لئے لوگوں سے بیعت کر دے تھے۔ اسی درمیان حضرت امام حسین رضی

اللہ عنہ سے بھی رجوع کیا گیا۔ آپ نے یزید پلید کی بیعت کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ بات آگے بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ عراق کے لوگوں نے یزیدی حکومت کے ساتھ تعاون کرنے سے انکار کر دیا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ وہ آئیں اور ان کی راہنمائی کریں۔ خانوادہ نبوت کے چشم چراغ اپنے اہل خانہ اور بعض جانثاروں کے ساتھ نکل پڑے۔ عراق پہنچے تو وہاں یزیدی فوج نے انہیں اپنے حصار میں لے لیا۔ گفتگو و شنید پر انہیں کہا گیا کہ وہ دو میں سے ایک بات قبول کر لیں۔ یا تو یزیدی کی بیعت کریں یا پھر مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے بعض روایات کے مطابق حجاز مقدس واپسی کی خواہش کا اظہار بھی کیا۔ تاہم انہیں عالموں نے جانے کی مہلت نہ دی اور انکار بیعت کے نتیجے میں وہ افسوسناک واقعہ ظہور پذیر ہو جائیں۔ جسے رہتی دنیا تک تاریخ اسلام میں فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔ تذکرہ واقعہ میں آپ بجا طور پر محسوس کریں گے کہ واقعہ کربلا کی بنیادی وجہ دنیا طلبی اور آخرت فراموشی ہے۔ اگر یزید دنیا طلبی کے نشے میں پوری طرح غرق نہ ہوتا تو وہ خاندان نبوت کے چشم و چراغ کے ساتھ ایسا سلوک کرنے کا تصور بھی نہ کرتا۔ ٹھیک اسی طرح اگر وہ آخرت فراموشی کے ہاتھوں سر تاپا پے بس نہ ہوتا۔ جب بھی قتل و خون سے کربلا کی زمین سرخ نہ ہوئی ہوتی۔

میری گفتگو کا مرکزی محور آپ پر بے نقاب ہو گیا ہوگا کہ جب انسان کے سر پر دنیا طلبی کا بھوت سوار ہو جائے اور آخرت فراموشی کا عنصر پوری طرح چھا جائے تو وہ پھر اشرف المخلوقات کے زمرے سے نکل کر، احقر المخلوقات کی حدود میں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر نہ اس میں فہم حق و صداقت سمجھنے کی بصیرت باقی رہتی ہے۔ نہ پیار و محبت کے احساسات زندہ رہتے ہیں۔ اور نہ ہی عدل و انصاف کے تقاضے سمجھنے کی اہلیت سلامت رہتی ہے۔ وہ باہر سے ہماری طرح دکھائی دیتا ہے۔ تاہم وہ ہماری طرح نہیں ہوتا۔ دوسری طرف، جب انسان دنیا سے بے رغبتی اختیار کر لیتا ہے اور آخرت کے خوف میں شب و روز کے لحاظ گزارنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ تو وہ اشرف المخلوقات کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ بلکہ یہ کہنا حقیقت واقعہ کے صحیح ترجمانی ہے کہ وہ

اشرف المخلوقات کے عام زمرے سے نکل کر مقام و مرتبہ کے مزید بلند یوں کی طرف محور پرواز ہو جاتا ہے۔ پھر اسے اعتراف حق کے لئے کسی کی فصاحت کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ نفس امارہ کی فہمائش خود آگے بڑھ کر اسے قبولیت حق کے لئے تیار کر دیتی ہیں۔ اس طرح وہ دنیا میں رہ کر بھی دنیاوی بندہ نہیں کہلاتا، بلکہ الہی بندہ ہو جاتا ہے۔ اب اس کے پیش نظر موت و حیات، تکلیف و راحت اور فاقہ و سیری دونوں برابر ہو جاتے ہیں۔ اور دھیرے دھیرے رضائے الہی کا حصول ہی اس کی حیات عارضی کا سب سے زیادہ اہم مقصد بن جاتا ہے۔ پھر وہ موت کی چوکٹ پر بھی بلندی قسمت پر فخر کرتا ہے۔ تکلیف وہ صورت حال میں بھی لیوں پر مسکراہٹ رقص کرتی رہتی ہے اور فاقہ سے گزرتے ہوئے بھی وہ صبر و ضبط کا پیکر عظیم دکھائی دیتا ہے۔

یہ تو رہی ایک بات، اب ذرا دل جلے کی کھری کھری بھی سن لیں۔ واقعہ کربلا پر غور کریں۔ تو محسوس ہوگا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے جانثار رفقاء کی رگ رگ میں دنیا سے بے نیازی پوری طرح رچ بس گئی تھی۔ یہی وجہ ہے موت سامنے دیکھ کر بھی، نہ وہ خود گھبرائے اور نہ ہی ان کے رفقاء محبت کے پائے استقامت میں کسی طرح کی کوئی لغزش ہوئی۔ ایک ایک کر کے جانثار جام شہادت نوش کر رہے ہیں۔ تاہم ایسا نہیں ہے۔ کہ اپنے ساتھ کی ترپتی ہوئی لاش دیکھ کر دوسرا بھاگنے کی راہ تلاش کر رہا ہو۔ بلکہ تاریخی وثائق گواہ ہیں۔ کہ ہمارے امام نے تو ساتھیوں سے کہہ دیا تھا کہ تم میں سے جو بھی مجھے چھوڑ کر جانا چاہے۔ اسے میری طرف سے اجازت ہے۔ اور خیال رہے کہ یہ بات رات کی تاریکی میں کی تھی۔ تاکہ جانے والے کو کوئی بزدلی کا طعنہ نہ دے سکے۔ اور وہ معاشرے میں شرمندگی سے بچ جائے۔ لیکن دیکھنے والوں نے دیکھا کہ بظاہر مضبوط یزیدی فوج سے تو کچھ لوگ بھاگ کر امام حسین رضی اللہ عنہ کی صفوں میں شامل ہو گئے۔ تاہم جانثاران حسین رضی اللہ عنہ میں سے کوئی انہیں چھوڑنے کے لئے قطعی تیار نہیں ہوا۔ اور جانب مخالف میں یزیدی فوج کے شرکاء دنیا طلبی کے نشے میں مست تھے اور آخرت فراموشی دلوں کے اندر پوری طرح سرایت کر گئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ نہ وہ جگر گوشہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قتل سے

ڈرے نہ بوسہ گاہ رسول ﷺ کے بے حتمی سے باز رہے اور نہ ہی عدل و انصاف کی شمع فرداں کو بجھانے سے ہے۔

صاحبو! کیا میں کہنے کی جرات کر سکتا ہوں کہ روئے زمین پر مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد کے دلوں میں اب تک دنیا طلبی نے بھی اپنی جگہ بنائی ہوئی ہے۔ اور آخرت فراموشی کا عنصر پوری طرح حاوی ہے۔ اور اگر ہے اور واقعی ہے۔ تو پھر کہنے دیجئے کہ یوں تو صدیوں پہلے یزید مر گیا۔ تاہم یزیدیت اب بھی زندہ ہے۔ ٹھیک ہے ماہ محرم الحرام میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر فطری اظہار غم بھی ہونا چاہیے۔ اور ان کی یاد میں محفلیں بھی ہونی چاہئیں۔ تاہم صرف اسی پر بس، کسی طور مناسب نہیں اور یہ ہرگز بہتر نہیں ہو سکتا کہ ہم صرف شہادت حسین یاد رکھیں۔ اور پیغام حسین، فراموش کر دیں۔ اس لئے آئیے عاشورہ محرم کے موقع پر سب مل کر یہ عہد کریں کہ ہم نہ صرف یزید کے اقدامات کی مذمت کریں گے بلکہ یزیدیت کو بھی کھٹک فاش دینے کے لئے ہمہ وقت تیار رہیں گے۔

سالانہ ختم شریف

حضرت قبلہ بابا جی احمد حسن نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

دس محرم الحرام بعد نماز مغرب تا عشاء

خطابات: استاذ العلماء حضرت مولانا خواجہ وحید احمد قادری صاحب

حضرت علامہ حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی صاحب

مدیر اعلیٰ ماہنامہ عجی الدین فیصل آباد

بمقام: رہائش گاہ۔ صوفی غلام رسول نقشبندی مجددی

گلی نمبر 2 منیر آباد فیصل آباد 0320-6680577

حضور مرشد کریم حضرت پیر محمد علاؤ الدین صدیقی دامت برکاتہم العالیہ نے مولانا محمد اشرف قریشی صاحب کو بیعت بھی فرما لیا۔ اور ان پر عنایات کی حد فرما دی۔ مرشد کریم کے کلمات محبت ملاحظہ ہوں۔

حضرت العلامة محمد اشرف صاحب قریشی کی محبتوں کا دلکش گلدستہ جس میں رعنائی، تازگی، شگفتگی، حسن کی جلوہ نمائی کی ساری لطافتوں کے آداب رکھے گئے۔ حضرت العلامة مولانا محمد اشرف صاحب کی جاندار بے عیب مسکراہٹیں چاندنی سے زیادہ جمیل ٹھنڈی اور بوئے گلاب کی طرح روح میں اتر جاتی ہیں ان کے پیار بھرے قلم کی رفتار نے تمام قلم قلم کر دیئے ہیں۔

پیر محمد علاؤ الدین صدیقی

سجادہ نشین دربار نیریاں شریف آزاد کشمیر

ہم عظیم عالم دین خوش بخت و خوش نصیب جناب حضرت علامہ مولانا محمد اشرف قریشی صدیقی صاحب کو حضور مرشد کریم کے بیعت ہونے پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ اور مرشد کریم سے ملاقات پر لکھی گئی خوبصورت جامع علمی کتاب شائع کرنے پر بھی مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

خاص کپائے مرشد: محمد عدیل یوسف صدیقی
خادم جامعہ محی الدین صدیقیہ فیصل آباد

شیخ الشانح، محبت و محبوب الفقراء، مخدوم العلماء، الشیخ، العلامة

حضرت اقدس پیر علاؤ الدین صدیقی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ بطول حیات سے ایک ملاقات

از: مولانا محمد اشرف قریشی صاحب (برہنہ)

مولانا محمد اشرف قریشی صاحب دیوبند مسلک کے عالم دین تھے انہوں نے مرشد کریم سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اُس کو اپنی والدہانہ عقیدت کے ساتھ قلمبند فرمایا۔ جسے قسط وار ”جلد ہی الدین“ میں شائع کیا جا رہا ہے۔

(قسط دوم)

بلکہ اگر حضرت اجازت فرمائیں تو یہاں ایک پنجابی شعر بہت چٹا ہے۔ اور یہ کوئی

مبالغہ نہیں بلکہ میرا احساس ہے۔

چن ویکھاں یا تیرے ول

دوہاں پاسے اگٹوگل

سر فرازا نور منی

شاید کہ آپ کو میرے چہرے سے کیفیت کا ادراک ہو چکا تھا اس لیے فرمایا ”جب

شرعاً کوئی قباحت نہیں تو بے فکر رہیں“ اس کے باوجود یہ ایک ایسا لمحہ تھا جسے میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا اور مجھے بڑا ملّا اعتراف ہے کہ۔

اک ترا حسن ہی مرے بیان کی زد میں نہیں آتا

سخنوری میں دیگر سبھی کمال میں رکھتا ہوں

نماز کے بعد حضرت کے ساتھ حجرہ میں علمائے کرام کے ساتھ کھانے کا اہتمام تھا جس دوران آپ کے استفسار پر میں نے زیر طباعت نئی تالیف ”کتاب الزکاح“ کا تفصیلی تعارف کر دیا تو حضرت نے بہت عمدہ الفاظ میں نہ صرف حوصلہ افزائی فرمائی بلکہ فرمایا کہ عمدہ و معیاری طباعت کو ملحوظ رکھیں اور اخراجات کی فکر نہ کریں، اس صدقہ جاریہ میں میرا حصہ بھی شامل ہوگا۔ اس طرح ڈھائی تین گھنٹے بعد جب رخصت ہونا چاہا تو حضرت نے کھڑے کھڑے ایک بار پھر سے شرف مخاطب پہنچتے ہوئے فرمایا۔ میرے دل کا ایک مخصوص حصہ ایسا ہے جسے میں نے ”یارستان“ کا نام دے رکھا ہے جہاں صرف مخصوص و محبوب دوست یکیں ہیں اور آج سے تم بھی

آؤ اہ آکے بس جاؤ

دل بہن کی راجد حانی ہے واقف انصاری

ایک میرے جیسا گام مالاب علم جو عرصہ سے بقول بہادر شاہ ظفر

نہ کسی کی آگاہوں میں، نہ کسی کے دل کا قرا رہوں

جو کسی کے کام نہ آئے، میں ایک مشیت خیار ہوں

کیلئے اتنی بڑی شخصیت کی طرف سے اس طرح کی خالصانہ دعوت کو ٹھکرانہ ہرگز ممکن نہ

تھا۔ اس طرح

اس کے گرجانے سے پہلے مجھ کو اندازہ نہ تھا

جسم آجائے گا انہیں میں وہاں رہ جاؤں گا محمد محمود احمد

اعتراف عظمت

قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعارف میں فرمایا ہے کہ ”ان

ابراہیم کل لعمہ“ [الحج: 124] بلاشبہ ابراہیم اپنی ذات سے ایک پوری امت تھے

حضرت امام عبداللہ علیہ السلام نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں بہت جامع

کلمات تحریر فرمائے ہیں۔

”لہ کل وحلہ لعمہ من الامم کلہ فی جمیع صفات الخیر“ تفسیر النسفی

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام عجبت جامع صفات الخیر، ام عالم میں ایک مستقل امت

کی حیثیت رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کی ان ہی صورت تصور کو عربی کے معروف شاعر ابو ذؤانس المتوفی

۱۳۲-۱۹۸ نے عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے بزرگ اور اسم ہاسمی وزیر بن الربیع کی مدح میں نظم کیا تھا

لیس علی اللہ جبستندک

ان بجمع العالم فی واحد

اللہ تعالیٰ کے ہاں کچھ ممکن نہیں کہ کسی ایک شخصیت میں دنیا جہاں کی خوبیاں جمع کر دے۔

پھر اسی حقیقت کو شاعر شریف حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ اس طرح سے اردو

قالب عطا کر دیا کہ عربی ادب میں ابونواس کے کلام کی طرح اردو میں یہ شعر ضرب النمل ہے۔

ہزاروں سال نرس اپنی بے لوری پے روتی ہے

بڑی مشکل سے جتن میں دیدہ وری پیدا

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو تخلیقی معیار مقرر ہے اس کے مطابق ”لقد خلقنا الانسان في

احسن تقويم“ کے صدق اس کائنات میں انسان ہی اشرف و احسن المخلوقات ہے مگر

جب کسی شخص میں کچھ اخلاقی و انسانی خوبیاں سٹ آئیں تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی مقبول

اور امر ہو جاتا ہے۔ اسی منظر میں حافظ شیرازی نے ہمیں مشورہ دیا ہے کہ

چنان زندگانی کن اعد جمال

کہ چون مردہ باشی مگوید مرد

دنیا میں اس طرح زندگی بسر کر کہ جب تو دنیا سے رخصت ہو تو لوگ یہ نہ کہیں کہ فلاں

مر گیا۔ بلکہ کہیں کہ امر ہو گیا۔

الحمد للہ کہ ہمارے دور کے تصوف کی دنیا میں حضرت پیر صاحب بھی ایسی ہی کمال سامی

شخصیت ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم و فضل کے ساتھ ساتھ انتہائی عمدہ انسانی اخلاق سے متصف

فرمایا ہے۔

سبحان الله مارحمتك، ماء كرمك، ماء عظيمك

سبحان اللہ آپ کتنے رحم دل و کریم اور عظیم شخصیت ہیں۔

اور جب کوئی شخص دنیا میں اپنی تن پروری کی خاطر انسانی معیار سے گر کر زندگی بسر کرتا

ہے تو ”ثم رددنه اسفل السافلين“ کے صدق اللہ تعالیٰ کی نظر میں مردود قرار پاتا

ہے۔ جس کے بعد بقول حافظ شیرازی

نگ برآں آدی شرف دارد

کہ دل مرد ماں یا زارد

اس شخص پر کتنے کوفتیاں حاصل ہے جو لوگوں کے دلوں پر مرہم رکھنے کے بجائے ان

کو آزر دہ اور دھکی کر دے۔۔۔ کیونکہ عشق کی دنیا میں

جمال شخص نہ چشم ست و زلف و عارض و خال

ہزار نکتہ دریں کار و بار دلدار یست

کسی شخص کا حسن فقط آنکھ، زلف و رخسار اور تل تک ہی محدود نہیں بلکہ دلداری کے اس

کام میں ہزاروں نکتے پنہاں ہیں۔

اور یہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ حضرت پیر صاحب دامت برکاتہم اس کار و بار دلداری

میں اس طرح کے نکتوں سے مالا مال اور وحید المصیر ہیں

باعث تحریر آنکھ

میں آخر میں یہ وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ سطور لکھنے کے باعث کیا ہے۔ اس کے

دو محرکات ہیں

01: پہلی بات یہ کہ قرآن کریم نے معاشرے میں امن اور بھائی چارہ قائم رکھنے کیلئے اللہ

کریم کا ایک اصولی حکم بیان فرمایا ہے کہ۔

”وتعاونو علی البر والتقوی ولا تعاونو علی الاثم والعُدوان

واقفوا اللہ ان اللہ شدید العقاب“ المائدہ: ۲

نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔ اور گناہ اور ظلم کے کاموں

میں تعاون نہ کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

حضرت امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ”البر:

الایسلام: والتقوی: السنة:“ یعنی البر سے مراد تمام اسلامی احکام ہیں اور

”التقوی“ سے رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ۔ جس کے بعد ”ان اللہ شدید

العقاب“ کے افنانے سے واضح ہو جاتا ہے کہ اس حکم کی خلاف ورزی ایسا سنگین جرم ہے

جس میں طوط لوگ دنیا میں باعث فساد اور آخرت میں مستحق عذاب ہیں

مگر افسوس کہ ہماری مسلکی اور سیاسی وابستگیاں ایسی ہیں کہ ہم کسی ایسے شخص کی کسی

اچھائی، عبادت، نیکی اور سماجی کام کی محض اس لیے تحسین نہیں کرتے کہ خدا خواستہ اس طرح مخالف کے مسلک کی تائید اور اپنا مذہب برشت ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک حکیمانہ شعر ہے کہ

وَعَيْنُ الرَّضَاعِ عَنْ كُلِّ غَيْبٍ كَلِمَاتُهُ

وَلَكِنْ عَيْنُ الشَّخِطِ تُبْدِي الْمَسَاوِيَا

حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ محبت کی آنکھ محبوب کے ہر عیب سے اندھی ہوتی ہے۔ جس طرح نفرت کی آنکھ ہمیشہ خوبیوں کی بجائے چھپے ہوئے عیب سامنے لارکتی ہے۔ مجھے اور آپ سب کو اس بات کا تجربہ ہے کہ ہم لوگ تعصب کی عینک پہنے اپنی اپنی جماعت کی منوں میں ہر ایرے غیرے کو خیرے اور لپے لفٹے کو غوث، قطب اور ابدال کا درجہ دیئے بیٹھے ہیں مگر اختلاف رائے کے باعث درحقیقت بزرگان کی توہین کا ارتکاب کرتے ہوئے انجام سے بے خبر دنیا و آخرت تباہ کرتے ہیں۔

تمام ملک اندھیرے میں ڈوب جائے تو کیا

وہ چاہتے ہیں کہ سورج انہی کے گھر میں رہے

مگر دین کے طالب علم کی حیثیت سے بعض فروعات و جزئیات میں حضرت پیر صاحب کے ساتھ اختلاف رائے کے باوجود میرے نزدیک قرآن کریم کے یہ آیت تقاضا کرتی ہے کہ آپ کے محاسن کا اعتراف کروں۔ حضرت علامہ محمد نصیر اللہ نقشبندی صاحب جو حضرت پیر صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ ملاقات کا سبب بنے انہیں بھی معلوم ہے کہ میرا فقہی اور سیاسی مسلک کیا ہے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ انہوں نے حضرت پیر صاحب کو بتایا ہو۔ اس کے باوجود حضرت کا میرے جیسے کا عدم طالب علم کے ساتھ برتاؤ اس بات کی علامت ہے کہ حضرت اخلاق نبوی ﷺ کے مظہر اور اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کے امین ہیں جن کی مجلس میں بیٹھ کر کوئی اجنبی اور کم مرتبے کا انسان بھی احساس کمتری کا شکار نہیں ہوتا۔

02: اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جتنی نے ایک بڑا خوبصورت شعر کہا ہے

إِذَا أَفْتِ أَكْرَمُ مَثَ الْكُفْرِ دَمْرُ مَلَكَتُهُ

وَأَنْ أَفْتِ أَكْرَمُ مَثَ الْبَيْعِ قَمَرُ دَا

جب تم کسی شریف النفس اور کریم الخصال انسان پر احسان کرو گے تو تم اسے ”ہل جزاء الا حسن الا الا حسن“ کے مصداق اپنا ممنون اور پہلے سے زیادہ احسان مند پاؤ گے۔ لیکن اگر تم کسی کم مرتب اور کمینے کا اکرام کرو گے تو وہ پہلے کی نسبت زیادہ کمینگی اختیار کرے گا۔

مجھے معلوم ہے کہ میرے یہ الفاظ حضرت پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی شان میں اضافہ نہیں کر سکتے مگر میرا خمیر متقاضی تھا کہ میں نے جو دیکھا اور محسوس کیا سپرد قلم کر دوں اور وہ صرف یہ ہے کہ

”حضرت پیر صاحب کی خدمت میں حاضری کیلئے اگرچہ ایک لمحہ چاہیے مگر واپسی کیلئے طویل عرصہ درکار ہے۔“

آں دل کہ رم غمودہ از خوب رو جواناں

دہمیدہ سال پیرے بدوش بیک نگاہے

و مضبوط دل جو بڑے بڑے حسین و جوان چہرے دیکھ کر کبھی نہیں ہوا تھا۔ عمر رسیدہ بزرگ نے پہلی نگاہ میں اپنا گرویدہ بنالیا۔

یعنی اپنی بزم ”یارستان“ مجھے شامل فرماتے ہوئے مجھ پر احسان فرمایا۔

اس موقع پر میرا جی چاہتا ہے۔ کہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تصور مستعار کرتے ہوئے حضرت پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے حق میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی گواہی ریکارڈ کروا دوں۔

”كَلَّا وَاللَّهِ مَا يَخْذِيكَ اللَّهُ أَبَدًا. إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحْمَ وَتَحْمِلُ

الْكُلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّعِيفَ وَتَعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ“۔۔

صحیح بخاری: کتاب الوحي

- 3- اگر نازل شدہ احکام یا ارشاد کو نہ پہنچایا گیا تو رسالت کا منصب ادا نہیں ہوا۔
- 4- اس ابلاغ حق میں جو بھی مخالفانہ رد عمل آئے اسے خاطر میں نہ لائیے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کی معاندت اور دشمنی سے آپ کی حفاظت کرے گا۔
- اس آیت کریمہ سے مبلغ کے لئے راہنمائی کے یہ اصول دریافت ہوئے۔

- 1- ایک یہ کہ تبلیغی مہم ہی اور ارسال ہدایت کے خروش میں مبلغ کو اپنی حدود کا ہمیشہ خیال رہنا چاہیے۔ اسے ہر حال میں تبلیغ کے مشن کو جاری رکھنا ہے۔ مگر تبلیغ صرف ان فرامین کی ہو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کئے گئے ہیں۔ اس ارشاد نے تبلیغ کی حدود متعین کر دیں اور واضح کر دیا گیا کہ مبلغ ایماندار سے احکام و ارشادات تک رسائی حاصل کرے اور دیانتداری سے ان احکام کو لوگوں تک پہنچائے۔ وہ ایک امین کا کردار انجام دے۔ اس تبلیغی روش میں اسی کی اپنی پسند و ناپسند دخل اندازی نہ کرے۔ حرف احتیاط کے دائرے میں رہے۔ اسے یاد رہنا چاہیے کہ اگر ایک جانب یہ حکم ہے کہ

”کہ میری جانب سے پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت ہو“ (جامع الترمذی کتاب العلم)

- تو دوسری جانب یہ بھی وعید موجود ہے۔ کہ جس نے مجھ سے ارادۂ جھوٹ منسوب کیا اسے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالینا چاہیے۔ (صحیح البخاری کتاب العلم من انس رضی اللہ عنہ)
- تبلیغ کا مشن دو طرفہ حد بندیوں کا تقاضا کرتا ہے۔ جوش خطابت کے زیر اثر، یا اپنی بات منوانے کے حوالے سے روایات میں حک و اضافہ، استخراج میں شترگرگی اور تدوین مسائل میں ذاتی اتا کی کارفرمائی، لائق مواخذہ ہے۔ مبلغ ہر حال میں ایک تنہی ہوئی رسی پر چل رہا ہوتا ہے کہ ذرا سی لغزش بھی ہلاکت کا سبب بن جاتی ہے۔

- 2- تبلیغ کو چونکہ ”انزل الہی“ کے حصار میں رہتا ہے۔ اس لئے مبلغ کو اس حصار کے تمام مشتملات سے باخبر رہنا چاہیے۔ آیات قرآنیہ کی درست تفہیم ارشادات نبوی ﷺ کی صیانت و حفاظت کی پاسداری اور لفظ لفظ کی حرمت کا احساس، مبلغ کے لئے لازم ہے۔ اسے یقین

دعوت و تبلیغ کی حکمت عملی

تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں

از: ڈاکٹر محمد اظہار الحق قریشی صاحب

انسان کی تخلیق کے ساتھ ہی ہدایت و راہنمائی کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔ کہ کوئی دور یا کوئی نسل بھی بے خبری کے دھند لکوں میں نہ رہے۔ یہ سلسلہ رشد صدیوں تک جاری رہا۔ حتیٰ کہ خاتم الانبیاء ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ سے ہدایت کامل کا ظہور ہوا کہ آپ ﷺ تمام انسانوں کے لئے رسول رحمت بن کر آئے۔ خود خالق کائنات نے ان وسعتوں کا تذکرہ کیا۔

”فراویجئے کماے انسانو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔“

اسی آفاقیت کی وجہ سے آپ ﷺ نے پیغام رحمت کو ہر انسان تک پہنچانے کا اہتمام کیا۔ یہ پیغام کن اصولوں کے تحت پہنچایا گیا۔ ان کا شمار آپ ﷺ کی تعلیمات سے کیا جاسکتا ہے۔ تعلیمات نبوی کی اساس وہ اصول تھے جو خود پروردگار عالم نے متعین فرمادیئے تھے۔ اس سے واضح ہوا کہ حضور ﷺ کی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ، دعوت تبلیغ کی اساس ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی پوری حیات مبارکہ لائق اتباع ہے کہ اسی کی بنیاد پر دعوت دی جارہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ تبلیغ کیسے ہو اور دعوت کس طرح دی جائے اس کی وضاحت قرآن مجید میں کر دی گئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ”اے رسول محترم (ﷺ) آپ کے رب کی طرف سے جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا ہے۔ اسے پہنچائیے۔ اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچالے گا۔“

اس ارشاد ربانی میں متعدد چیزوں سے راہنمائی فراہم کر دی گئی مثلاً:

- 1- ابلاغ لازم قرار دے دیا گیا۔
- 2- ابلاغ صرف اس کا، جو رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔

رہنا چاہیے۔ کہ سیرت رسول ﷺ کی ہر ادارہ رضائے الہی ہے اس طرح یہ عمل خالصہ نیکی کا عمل بن جائے گا اور اس کے اثرات بھی مرتب ہوں گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ کا طریق عمل اس سلسلے میں ہمیشہ راہنما رہنا چاہیے کہ ایک لفظ پر ہلکا سا ٹک بھی آیا تو مدینہ منورہ سے فسطاط تک کا سفر کیا اور وہ بھی اونٹنی پر اور اس کیفیت میں کہ ”ما حل رحلہ“ کہ کجاوہ بھی نہیں اتارا۔ ایسی احتیاط تبلیغ کو سراپا خیر بنا دیتی ہے۔

3- ابلاغ حکم اس قدر ضروری ہے کہ اگر اس میں کوتاہی رہ گئی یا مدہست ہو گئی تو صرف تنبیہ یا اصلاح کا اشارہ ہی کافی نہیں سمجھا گیا تبلیغی مشن کی لٹی غایت کر دی گئی اسی لئے فرمایا کیا تھا کہ ہر سننے والا حاضر شخص یہ احکام ان تک پہنچانے کا مکلف ہے جو وہاں موجود نہیں ہیں اور یہ بھی وعید سنائی گئی ہے کہ

”جس نے علم سیکھا اور پھر اسے چھپائے رکھا، قیامت کے روز اس کی زبان پر لوہے کی زنجیر ڈال دی جائے گی۔“ (سنن ابن ماجہ باب من عمل من علم)

یہ اس لئے کہ ہر حکم فلاح انسانیت کا کفیل ہے اور حکم کا رد کرنا معاشرتی فلاح سے انکار ہے اور یہ معاشرے پر ظلم ہے۔

4- چوتھی بات یہ ہے کہ ہر مبلغ کو بلا خوف و خطر ابلاغ حق کا فریضہ انجام دینا ہے۔ اس راہ کی مشکلات یقیناً بے حوصلہ کریں گی۔ خوف جان و مال اور عزت و آبرو بھی راہ کا ٹیس کے مگر مبلغ کو حوصلہ رکھنا چاہئے کہ جس کا وہ فرض انجام دے رہا ہے وہ قادر و قیوم ہے۔ اس کی حفاظت ہی سب سے بڑی حفاظت ہے اور اس کی پناہ ہی اصل پناہ ہے۔

یہ چار اصول تبلیغ کے پیش نظر رہنے چاہئیں۔ تبلیغ دراصل فشرخیر ہے انسانوں کا یہ حق ہے کہ ان کے لئے مفید احکام ان تک پہنچائے جائیں تاکہ وہ لغزش قدم سے بچ سکیں۔

مبلغ کے لئے لازم ہے کہ لوگوں کو قریب لایا جائے۔ ان کو دعوت دی جائے تاکہ عمل تبلیغ کا رگر ہو سکے۔ قرآن مجید نے اس دعوت الی الحق کے بھی اصول متعین کر دیے ہیں۔ جو اسوہ

نبوی ﷺ سے بھی واضح ہیں اور تعلیمات نبوی بھی ان کو محیط ہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

”بلائے اپنے رب کی راہ کی جانب، حکمت سے، عمدہ نصیحت سے اور ان سے بحث و مناظرہ کیجئے اس طریق سے جو عمدہ تر ہو۔“

اس آیت کریمہ میں دعوت کے اصول بتائے جا رہے ہیں۔ نیکی کا شوق فرائض کرنا ہے۔ راستی کا سبق دینا ہے۔ قرب تلاش کرنا ہے۔ کوئی بھی ہوا اسے دعوت دینا ہے۔ مقصود دائرہ رحمت میں لانا ہے۔ اس لئے بلائے ہاں بلانے کے انداز ضرور سیکھ لیجئے۔ کہ یہ دعوت نازک بھی ہے انسانیت کی فلاح کی ضامن بھی ہے اور دنیا و آخرت میں کامیابی کی خشت اول بھی ہے اس لئے اس کو درست اور مستحسن انداز سے نصب کیجئے تاکہ پوری تعمیر حسن کا مرقع بن جائے۔ دعوت کیسے دینا چاہئے۔ اس کے لئے بنیادی اوصاف کا ذکر کر دیا گیا۔ فرمایا گیا۔

1- ابلی سہیل رہٹ: مقصود ہوا اس دعوت کا یہ دعوت کسی گروہ بندی، جتنہ سازی یا فرقہ پندی کا شاخسانہ نہ ہو۔ دعوت صرف اور صرف پروردگار کی طرف بلانے کے لئے ہو۔ جب مقصود یہ ہوگا تو ذاتی وجاہت، انفرادی جلالت یا کوئی حصیت پندی پریشان نہ کرے گی۔ داعی کو رب کے راستے کا قیام بن جانا چاہیے اسے اپنی ذات کو کسی صورت مرکز نگاہ بنانے کی سعی نہ کرنی چاہیے۔ پھر یہ بھی کہ دعوت رب کی طرف ہو۔ کوئی اور مقصود نہ ہو۔ رب کی طرف دعوت، رب کے احکام کے تحت اور رب کے رسول ﷺ کے فرمودات کے مطابق ہو۔ اس میں وہ تمام غیر ضروری لاحقے ختم ہو جاتے ہیں۔ اور تعلیمات میں پیدا کردہ انتشار بھی رک جاتا ہے۔

2- فرمایا گیا۔ دعوت حکمت کے ساتھ ہونی چاہیے۔ حکمت، دانائی، دانش مندی اور حسب حال گفتگو اور مناسب طرز عمل کو کہتے ہیں۔ دعوت کو ہوشمندانہ اور سلیقہ شعارانہ انداز اپنانا چاہیے۔ اور ساتھ یہ بھی کہ دعوت محکم بنیادوں پر ہونی چاہیے کہ حکمت میں محکم ہونے کا مفہوم بھی شامل ہے۔ کوئی ایسی بات دعوت کا حصہ نہیں بننی چاہیے۔ جو شعور انسانی سے ٹکرائے اور بلا وجہ مضطرب کرے۔ نبی اکرم ﷺ کی تبلیغی مساعی انہیں حکمتوں سے آراستہ تھی۔ کبھی آپ ﷺ نے حکم الہی

صرف قریبوں کو دعوت دی تو کبھی اپنی صداقت کے اعتراف عمومی کی بنیاد پر دعوت کا اہتمام کیا۔ سامع کی عقلی استعداد کا بھی خیال رکھا اور دلائل کی اثر انگیزی کو بھی ملحوظ رکھا۔ اس لئے داعی کو گفتگو اور معاشرتی رویہ سراپا حکمت ہونا چاہیے۔ اور صرف حقائق پر مشتمل ہونا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ عمومی رویوں سے ہٹ کر دعوت دے رہے تھے مگر کسی نے بھی آپ ﷺ کے کردار یا قول پر کوئی ناشائستہ رد عمل نہ دیا اور ہزار مخالفت کے باوجود صادق و امین ہی کہتے رہے۔

3- موعظت وہ نصیحت ہے جس میں درد مندی کی مالوسیت شامل ہے اور پھر حسرت کی تید لگا کر اس نصیحت افروزی کو سراپا حسن بنا دیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی تبلیغی سماعی اس نصیحت کا شہکار تھی۔ اس کا اثر یہ تھا کہ تنہائیوں میں بھی بڑے سے بڑا معاند حقیقت کا اعتراف کرتا رہا۔

دعوت جب حکمت کے ساتھ ہو اور اس کا لفظ لفظ نصیحت سے دک رہا ہو تو اس کا اثر و نفوذ بے پایاں ہوتا ہے۔ آج بھی اس روش کو اپنانا ہوگا۔ شعلے برساتا ہوا لہجہ کس قدر بھی اثر آفریں لگے مگر نتائج کے اعتبار سے بے توفیق ہوتا ہے۔

4- چوتھی شرط یہ لگا دی گئی کہ دعوت مناظرانہ رنگ بھی لے لے اور جملوں میں حرارت بھی لانے لگے تب بھی ایسی راہ اپنانی چاہیے جس سے دعوت کا حسن متاثر نہ ہو۔ اس کی نصیحت افروزی پر حرف نہ آئے اور گفتگو حکمت کے دائرے سے تجاوز نہ ہو جائے۔

ادْفَعْ بِلَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (السجدہ: 34)

”کافر مان ہر حال میں پیش نظر رہے تاکہ معاند فضا میں بھی ماحول خوشگوار رہے“

تعلیمات نبوی قدم قدم پر ان اصولوں کی سرفرازی کا سبق دے رہی ہیں۔ نرم، مگر نہ وقار لہجہ، عام فہم مگر سراپا حکمت گفتگو، عقل انسانی کے قریب مگر محبوب کن اعداد اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خیر خواہی کا جذبہ، یہ وہ عناصر ہیں۔ جو تبلیغ و دعوت کو نہ تاثر بناتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے لے کر صلحاء امت تک آئمہ کرام سے لے کر صوفیاء عظام تک دعوت تبلیغ کا یہی رویہ قائم رہا جس کے اثرات آج بھی ہر کہیں دکھائی دیتے ہیں۔ اگر آج نشر خیر اور اشاعت اسلام کی وہ رفتار

قائم نہیں ہے تو سوچئے نقص کہاں ہے؟ کیا تعلیمات کا حسن اجاگر نہیں ہو رہا یا پیشکش کا انداز اثر آفرین نہیں رہا۔ حصار ذات میں غلطیاں کوئی بھی کاوش بار آور نہ ہوگی۔ دعوت تب انقلاب پیدا کرتی ہے۔ جب اس میں حقائق شناسی، صداقت شعاری، بے غرض اصول پسندی اور مخلوق سے پیار و محبت کی نمود ہوتی ہے۔ محبت فاتح عالم ہے۔ یہی دعوت کی اساس بنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب کریم ﷺ کی تعلیمات کو اپنانے اور ان کے مطابق ترویج دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایصال ثواب کیجئے

محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اہل سنت و جماعت کے عظیم عالم دین پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مفتی ابو داؤد محمد صادق رضوی رضائے الہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب کی علمی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ساری زندگی خدمت دین میں وقف کی۔ کئی کتابیں تحریر فرمائیں۔ اور اشاعت دین میں ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گو جزا نوالہ آپ کی عظیم علمی یادگار ہے۔ اللہ کریم اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدقے حضرت کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ کی علمی خدمات کو قبول فرمائے۔ تمام قارئین حضرت کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کریں۔

(ادارہ)

دستورالسلکین اخلاقی و روحانی بیماریوں کا علاج

از: شیخ الحدیث غلام رسول قاسمی صاحب

طالب پر لازم ہے کہ مختلف اذکار اور مرشد کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اپنے نفس کی شرارتوں کی اصلاح پر مکمل توجہ دے اور اپنی اخلاقی اور روحانی بیماریوں کا علاج کرے۔
ریاء کاری ایسا مرض ہے جو روحانیت کا شرک ہے اسے شرکِ خفی کہتے ہیں۔ اس کا الٹ اخلاص ہے۔ طالب کو چاہیے کہ کوئی بھی عبادت لوگوں کو دکھانے کی غرض سے اور اچھا آدمی کہلانے کی نیت سے نہ کرے۔ بعض لوگ ریاء کے خوف سے نیکی کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ ریاء کاری سے بھی بڑی حماقت ہے۔ عبادت اور نیکی کو ترک نہیں کرنا چاہیے بلکہ اپنی نیت کو درست کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ سورۃ اخلاص ایک تسبیح روزانہ پڑھنے سے یا پھر یا واحد چار ہزار مرتبہ روزانہ پڑھنے سے اخلاص کی دولت نصیب ہو جاتی ہے۔

بعض اوقات طالب کو اپنے ذکر فکر اور مراقبے پر تکبر آنے لگتا ہے۔ بعض لوگوں کو علم پر تکبر آتا ہے۔ اور بعض لوگ اپنے حیر بھائیوں کی راہنمائی کرتے کرتے تکبر کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ سارے اچھے کام بدستور کرتے رہنا چاہیے اور تکبر کی نفی کرنے کے لئے تصور شیخ کو مضبوط کرنا چاہیے اور اپنی نفی کرنی چاہیے۔ تکبر کا بہترین علاج فنائیت اور اپنی نفی ہے۔

جب انسان کسی طرح تکبر سے جان چھڑا لیتا ہے۔ تو اس تکبر کی نفی میں کامیاب ہونے پر بھی اس کو تکبر آنے لگتا ہے۔ ایسے تکبر کو اخلاقیات کی زبان میں عجب کہتے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ انسان اپنی اوقات کو یاد کرے۔ انسان محض گندے پانی کا ایک قطرہ ہی تو ہے۔

تکبر ہی کی ایک شاخ خود نمائی بھی ہے۔ بعض طالب خود نمائی کی غرض سے اپنے مکاشفات و مشاہدات سر عام کرنا شروع کر دیتے ہیں اور طریقے طریقے سے اپنی کرامات تک بیان کرنے لگتے ہیں۔ اور بعض لوگ خود نمائی کی غرض سے اللہ کے راز لوگوں میں بیان کرنے لگتے

ہیں جبکہ بعض کم ظرفی اور عدم برداشت کی وجہ سے زبان کھول بیٹھتے ہیں۔ یہ سب باتیں طریقت کے سنجیدہ طالبوں کے لئے ممنوع ہیں۔ خود نمائی کا کثیر اطالع کے دماغ سے بڑی دیر کے بعد نکلا کرتا ہے۔ اس کا علاج خاموشی اور مستور الحالی ہے۔

بعض طالبوں کو اپنے حیر بھائیوں پر حسد آنے لگتا ہے۔ حسد ایسی بھٹی ہے۔ جو تمام نیکیوں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ حسد کرنے والا فقیر راہ سلوک میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ایسا آدمی نہ صرف اپنا ذاتی نقصان کرتا رہتا ہے۔ بلکہ پوری جماعت کیلئے بلکہ پورے معاشرے کے لئے ناسور بن جاتا ہے۔ دوہ دین کے کاموں میں بھی روڑے اٹکانے سے باز نہیں آتا۔ وہ دین کی خدمت بھی کرتا ہے۔ تو اللہ کی رضا کیلئے نہیں بلکہ دوسرے حیر بھائیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے کرتا ہے۔ بعض اوقات کسی طالب کی اپنے کسی مخصوص حیر بھائی سے لگت بازی ہو جاتی ہے اور وہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے پوری جماعت اور آستانے کا نقصان کرتے رہتے ہیں۔ طالب کی یہ حالت نہایت افسوسناک ہے اور یہ اس کی بد بختی کی انتہا ہے۔

حسد کا علاج رضا ہے۔ طالب کو چاہیے کہ اللہ کی رضا پر راضی رہے اور یوں سوچے کہ اللہ نے جس کو جتنا دیا ہے بہت اچھا ہے۔ اپنے حیر بھائیوں پر حسد نہ کرے۔ بلکہ ان کے لئے مزید ترقی کی دعا کرے۔ ایسی دعا کرنے سے دعا کرنے والے کا اپنا فائدہ ہوتا ہے۔ پھر بھی اگر حسد آجائے تو کم از کم اتنا ضرور کرے کہ اس حسد کے مطابق قدم نہ اٹھائے۔ زبان نہ کھولے اور حسد کی خبیث تقاضے پورے نہ کرے۔

غصہ ایک ایسا مرض ہے جو عقل کو کھاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ انسان غصے کے وقت خاموش ہو جائے۔ فوراً وضو کرے۔ اگر بیٹھا ہے تو کھڑا ہو جائے اور اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جائے یا لیٹ جائے یعنی اپنی حالت بدل لے۔ مگر طریقت والوں کے لیے اس کا حتمی علاج بھی رضا ہے۔ بعض اوقات ذکر کی کثرت سے بھی طالب کو جلال آنے لگتا ہے، اس کا علاج درود شریف ہے۔ مگر طالب کو چاہیے کہ اپنے نفس کی وجہ سے آنے والے غصے اور کثرت ذکر کی وجہ سے

آنے والے جلال میں تمیز کرے۔

ایک اہم روحانی مرض غیبت بھی ہے۔ کسی کی غیبت کرنے سے اپنا نقصان ہوتا ہے اور جس کی غیبت کی جائے اس کے گناہ تھم جاتے ہیں اور اسے روحانی طور پر بھی ترقی مل جاتی ہے۔ لہذا طالب کو چاہیے کہ کسی کی غیبت نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا اس کی غیبت کرے تو اس کا جواب نہ دے بلکہ اللہ کا شکر ادا کرے۔ جس نے اس کے مخالفوں کے ذریعے اس کی ترقی کا بندوبست کر دیا۔ طالب طریقت پر لازم ہے کہ دوسروں کے بارے میں حسن ظن سے کام لے۔ دوسرے کو اچھا اور شریف سمجھے اور اس کے شکل و صورت یا لباس یا ظاہری اطوار کو دیکھ کر اس کی شخصیت کے بارے میں کوئی خیال قائم نہ کرے۔ بعض اوقات گودڑیوں میں بھی لعل ہوتے ہیں اور خدا جانے کوئی کس حال میں ہے۔ اپنے پیر بھائیوں کے بارے میں بھی حسن ظن سے کام لے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ گمان ایسی چیز ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ کریم کے بارے میں بھی متنی طریقے پر سوچنا شروع کر دے تو اسے ہزار عیب اور خرابیاں نظر آنے لگیں گی۔ نعوذ باللہ من ذالک اور اگر کوئی شخص شیطان کی خوبیاں تلاش کرنا شروع کر دے تو اسے شیطان میں بے شمار کمالات نظر آنے لگ جائے گے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

طالب کو چاہیے کہ دوسروں کے بارے میں سیدھا سوچے، مثبت ذہن رکھے اور ان کی سیدھی بات کا سیدھا مطلب لے بلکہ الٹی بات کو بھی سیدھا سمجھنے کی کاشش کرے۔ خوش نصیب ہے وہ طالب جسے اللہ کریم نے حسن ظن کی دولت سے مالا مال فرما دیا۔

ان تمام امراض کا علاج اللہ کریم کے فضل پر موقوف ہے مگر طالب کو چاہیے کہ اپنی طرف سے مکمل کوشش جاری رکھے۔ اگر ناکامی ہو تو اپنا قصور سمجھے اور کامیابی ہو تو اسے اللہ کا فضل سمجھے۔ یہی الہی سنت کا راستہ ہے۔

خدمت خلق و ایثار:-

صوفی کے لیے ضروری ہے کہ کسی کے لیے بوجھ نہ بنے بلکہ دوسروں کا بوجھ اٹھائے۔

مخلوق کی خدمت کو اپنے لیے سعادت سمجھے اور خواہ کافر بھی اس کے دروازے پر آجائے تو اسکی بے دریغ خدمت کرے۔ زمین کی طرح بچھ جائے جس کے سینے پر ساری دنیا چلتی ہے مگر وہ آف تک نہیں کرتی۔

اپنے ہر پیر بھائی کی خدمت کرے اور اپنے حصے کی چیز بھی اس پر قربان کر دے خواہ اسے خود اس کی ضرورت ہو۔ نلکر کھاتے وقت اچھی روٹی اور اچھا سالن دوسرے پیر بھائیوں کو کھلانے کی کوشش کرے اور یہ سب کچھ سچے دل سے کرے۔ حتیٰ کہ ایثار میں خود بھوکا اور پیاسا رہ کر جان قربان کرنی پڑ جائے تو اس سے بھی گریز نہ کرے۔

نفس کی مخالفت:-

انسان کا سب سے بڑا دشمن اس کا اپنا نفس ہے۔ نفس کی مکاریوں اور چال بازیوں کی کوئی حد نہیں۔ نفس ہی مختلف خواہشات پیدا کرتا ہے۔ گناہ کرواتا ہے۔ پیر بھائی کو پیر بھائی سے لڑاتا ہے۔ مختلف قسم کے دعوے کرواتا ہے۔ جس نے نفس کی مکاریوں کو سمجھ کر اس کی مخالفت میں کامیابی حاصل کر لی اسے اللہ کریم کی معرفت نصیب ہو گئی اور اللہ کریم سے واصل ہو گیا۔

اگر خدا نخواستہ کسی طالب سے گناہ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ توبہ کرنے میں تاخیر نہ کرے۔ یہ تاخیر فقیر کے لئے مصیبت ہے۔ پانچواں کلمہ استغفار، سید الاستغفار، تیسرا کلمہ تہجد اور نماز جمع گناہوں کو دھو کر رکھ دیتے ہیں۔ فقیر کو چاہیے کہ جس طرح بھینس کے قھن سے نکلا ہوا دودھ دوبارہ اس کے قھن میں واپس نہیں جاسکتا اسی طرح توبہ کرنے کے بعد فقیر دوبارہ گناہ نہ کرے۔ یہی سچی توبہ ہے۔ اسی کو توبۃ النصوح کہتے ہیں۔ اور اسی توبہ کو ایسی قبولیت حاصل ہے کہ عطاؤں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور لائن سیدھی ہو جاتی ہے۔

ہر انسان کے اندر پائی جانے والی شیطانی قوت کا نام نفس ہے۔ نفس بنیادی طور پر برائی کا حکم دیتا ہے۔ جب تک یہ برائی کا حکم دے اسے نفس امارہ کہتے ہیں یعنی برائی کا حکم دینے والا نفس، پھر جب اس کی اصلاح ہونے لگے تو انسان کبھی گناہ کر بیٹھتا ہے۔ اور کبھی گناہ پر بچھڑتا ہے لگتا ہے۔

ایسی حالت والے نفس کو نفس لوامہ کہتے ہیں۔ یعنی گناہ پر طاعت کرنے والا نفس۔

پھر آہستہ آہستہ جب نفس کی مکمل اصلاح ہو جائے تو وہ ہمیشہ نیکی پر گامزن ہو جاتا ہے۔ اور برائی کی راہ پر نہیں چلتا تو ایسے نفس مطمئنہ کہتے ہیں۔

طالب کو اگر شریعت کے مطابق خیال آئے یا الہام ہو تو اسے اللہ کریم جل شانہ کی طرف سے سمجھے اور اگر شریعت کے خلاف آئے تو ایسے الہام کو شیطانی الہام سمجھے۔ حق اور باطل کا یہی معیار ہے۔

نفس کے شر سے بچنے کے لئے ایک بہترین دعا محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے وہ دعا ہے۔ اللہم رحمتک ارجو فلا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین واصلح عین واصلح لی شانی کلہ لا الہ الا انت (یعنی اے اللہ میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی میرے نفس کے حوالے نہ کر اور میرے تمام معاملات درست کر دے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔)

محفل ذکر حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ

مورخہ: 10 محرم الحرام بروز ہفتہ بعد از نماز فجر
بمقام:- جامع مسجد الحبیب مدرسہ جامعہ قادریہ نظامیہ مین روڈ چیتپی کولا
تلاوت قرآن پاک:- صاحبزادہ قاری حافظ محمد عثمان صاحب
نعت پاک:- محمد وارث علی صاحب
خطاب:- حضرت علامہ حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی صاحب
خطیب جامع مسجد محی الدین سدھار

الدائم:- الحاج حافظ احمد یار سہیل انتہم جامعہ قادریہ نظامیہ 0320-2614891

”آداب الطعام“

از: محمد عارف امین صدیقی صاحب

معزز قارئین کرام! نبی کریم ﷺ شفیع معظم ﷺ کی حیات مبارکہ ہمارے لیے بہترین عملی نمونہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کی اطاعت مسلمانوں پر فرض ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی۔ تحقیق اسی نے اللہ کی اطاعت کی۔ (بارہ نمبر 5)

اگر ہم پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سنت طریقے کے مطابق زندگی گزاریں۔ تو یہ ہمارے لیے کار ثواب اور ذریعہ نجات بھی ہوگا۔ اور ہمارے روحانی درجات کی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کریگا۔ ذیل میں سنت طریقے کے مطابق کھانے کے کچھ آداب درج ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں اور اس پر عمل کر کے ڈھیروں نیکیاں کمائیں۔

کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ اور کھانے کے اختتام میں الحمد للہ کہنا چاہیے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

”حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا۔ بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔“ (بخاری و مسلم)

اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے اتم اللہ پڑھے۔ اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کہے: ”بسم اللہ اولہ و آخرہ“ اول و آخر ہی کے نام سے ہے۔ (ابوداؤد ۳۷۷۷)

کھانے میں عیب نہ نکالنا اس کی تعریف کرنا مستحب ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی کھانے میں عیب نہیں نکالا، خواہش ہوتی تو تناول فرماتے۔ ناپسند کرتے تو چھوڑ دیتے۔ (بخاری ۳۵۶۳)

سامنے سے کھانا اور جو کھانے کا تاب نہ جانتا ہوا سے وعظ و نصیحت کرنا اور ادب سکھانا۔ حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا اور ابھی بچہ تھا، میرا ہاتھ پورے بالے میں گھومتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا۔ بیٹا!

مجلہ محمدی الدین فیصل آباد جن مقامات سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

مرکزی جامع مسجد محمدی الدین بالمقابل نئی سبزی منڈی سدھار جنگ روڈ

فاروق آرٹس و کیلا نوالی گلی نمبر 5-4 کچھری بازار فیصل آباد محمد عدیل یوسف صدیقی: 0321-7611417

فنی آرٹس و کیلا نوالی گلی نمبر 5 چنیوٹ بازار محمد عادل صدیقی صاحب: 0346-7796179

خالد ہوزری مدن پورہ گلی نمبر 5 محمد خالد صدیقی

صاحبزادہ ماربل بنگلی گھر جٹوالہ روڈ فیصل آباد محمد عامر الطاف: 0345-7716216

صدیقی فہر کس دوکان نمبر 5 عنایت کلاتھ مارکیٹ سرکلر روڈ شیخ محمد نعیم صدیقی

بھولافہر کس مین بازار جمال ستیانہ روڈ فیصل آباد محمد صفدر سلطانی: 0300-6681554

نورانی بیڈنگ سٹور نزد ستار مارکیٹ ٹیکسٹری ایریا حاجی منیر احمد نورانی چیمبر مین مرکز میلا دکنی: 0327-7624090

پیزا ہاوس مین ڈائری روڈ لائٹانی گارڈن فیصل آباد محمد بابر حفیظ صدیقی: 0323-6613443

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ روڈ بغدادی مسجد: 041-600451

جامعہ شیخ الحدیث سحر اسلام تھروالاروڈ بالمقابل بٹرا قبرستان مفتی محمد باغ علی رضوی صاحب: 0324-6692313

جامع مسجد نورانی دارالعلم بیادگار اصحاب صفہ گلی نمبر 6 راجہ کالونی

علامہ خواجہ وحید احمد قادری صاحب: 0320-2636911

نورانی آرٹس انارکلی بازار گلی نمبر 6 نزد سٹائلو شوز: محمد زبیر قادری صاحب: 0321-6658385

ایم عارف فہر کس عثمان پلازہ و کیلا نوالی گلی نمبر 4 کچھری بازار فیصل آباد غلام رسول نقشبندی: 0320-6680577

الفتح ڈیپارٹمنٹل سٹور کوہ نور شی پلازہ جٹوالہ روڈ فیصل آباد

SB سٹور نزد الاروڈ، بالمقابل زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

ہائی ٹیٹ پیزا شاپ میلا دروڈ نزد الاروڈ فیصل آباد محمد جعفر ماجد صاحب: 0321-2430392

داتا میڈیکل سنٹر مین روڈ ماڈل ٹاؤن ڈاکٹر محمد آفاق رندہ ماوا صاحب

سبحان کمپیوٹر 3 پریس مارکیٹ کارنر بیٹ پلازہ فیصل آباد محمد فاروق ساقی: 0300-6639890

محمد کلیم رضا خوشنویس پریس مارکیٹ امین پور بازار: 0300-9654294

بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ“ (بخاری و مسلم)

نہ سیر ہونوالا کیا کرے اور کیا کہے؟

”حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام

نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ ہم کھانا کھاتے ہیں۔ لیکن سیر نہیں ہوتے، آپ ﷺ نے فرمایا:

شاید تم علیحدہ علیحدہ کھاتے ہو، عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: مل کر کھایا کرو اور بسم اللہ پڑھ لیا

کرو، تمہارے لیے اس میں برکت پیدا کی جائے گی۔“ (ابوداؤد ۳۷۲۳)

پالے کے کنارے سے کھانے کا حکم اور درمیان سے کھانے کی ممانعت:-

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: برکت

کھانے کے درمیان میں اترتی ہے، پس کناروں سے کھاؤ اور درمیان سے نہ کھاؤ۔“ (ترمذی ۱۸۰۵)

تکیہ لگا کر کھانا مکروہ ہے۔

”حضرت ابو حنیفہ وہب عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔“ (ترمذی ۱۸۳۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اکثر بٹہ کر (یعنی

سرین مبارک زمین سے ملا کر پٹ لیاں مبارک کھڑی کر کے) کچھ دیر کھاتے دیکھا ہے۔ (مسلم ۲۰۳۲)

تین انگلیوں سے کھانا اور انگلیاں چاٹنا مستحب ہے۔ چائے سے پہلے پونچھا مکروہ ہے

، پیالہ چاٹا، گرا ہوا لقمہ اٹھا کر کھانا مستحب ہے۔

”حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا

آپ ﷺ تین انگلیوں سے کھاتے۔ اور قارغ ہونے پر انہیں چاٹ لیتے۔“ (مسلم ۲۰۳۲)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم میں

سے کسی کا لقمہ گر جائے تو چاہیے کہ اسے اٹھائے اور جو گرد و غبار لگی ہو، صاف کر کے کھائے شیطان

کے لیے نہ چھوڑے، انگلیاں چائے سے پہلے رومال سے صاف نہ کرے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا۔

کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔“ (مسلم ۲۰۳۲)

حاجی الدین محمد شہزادہ سے آپ حاصل کر سکتے ہیں۔

پیر طریقت حضرت علامہ صاحبزادہ پیر محمد سلطان العارفین صدیقی صاحب مدظلہ دربار فیضیاریاں شریف آزاد کشمیر

علامہ خلیفہ مشتاق احمد علانی صاحب دارالعلوم محی الدین صدیقیہ اقبال نگر ساہیوال 0306-6928335	علامہ مظہر الحق صدیقی صاحب دارالعلوم محی الدین صدیقیہ گجرات 0346-6011700
محترم محمد سلیم صاحب کراچی 0300-2522580	خلیفہ علامہ واحد حسین صدیقی صاحب جامع مسجد صوبیدار کالج روڈ ڈسکہ
محترم راشد نعیم صدیقی صاحب جلال پور جٹاں گجرات 0300-6273446	محمد رضا نقشبندی صاحب شاہی بازار ٹنڈو جام سندھ 0301-3520559
واجد شاہ مویش اینڈ بیکرز کشمیر روڈ مانسہرہ 0300-5645117	محمد دانش صدیقی صاحب ایڈووکیٹ اسلام آباد 0323-6084087
خلیفہ برکت حسین صدیقی صاحب المدینہ سسٹمز کپڑے کا ڈپو پٹنہ بازار کھوٹہ 0344-5160379	خلیفہ محمد شریف ڈار صدیقی صاحب صدیقی پنڈت شورش پٹنہ منڈی لاہور 0321-4849639
خلیفہ مظہر اقبال صدیقی صاحب دارالعلوم محی الدین صدیقیہ دینہ 0323-9993038	صاحبزادہ مظہر صدیق صدیقی صاحب دارالعلوم محی الدین صدیقیہ صدیق آباد شریف ضلع بہمبر آزاد کشمیر 0345-0897483
الحاج محمد الیاس صدیقی صاحب حسین ٹاؤن ملتان روڈ لاہور 0308-4874789	خلیفہ غلام محمد صدیقی صاحب دارالعلوم محی الدین صدیقیہ آستانہ نیار نقشبندی کاموٹی 0300-67799744
محترم محمد طارق صاحب نورجی والے گوجرانوالہ 0300-6406488	محترم شیخ محمد آصف صاحب 198 مین روڈ سہیل ایٹ ٹاؤن سرگودھا
محترم محمد نعیم بٹ صدیقی صاحب نور ٹیڈ رز جی پی او گوجرانوالہ 0345-5585090	حافظ محمد سرفراز صدیقی صاحب محی الدین اسلامک سنٹر جہلم نوکن 0302-5803622
علامہ فیض الحق نقشبندی صاحب دارالعلوم محی الدین صدیقیہ چڑھوٹی کوئی آزاد کشمیر 0346-5188653	محترم قیصر سہیلانی صدیقی صاحب قیصر کلا تھ ہاؤس ٹانڈا روڈ کڑیاں والا گجرات 0301-6200622
راؤ محمد آصف صدیقی صاحب چیچہ وطنی 0345-7568633	المدینہ لاہور بری مرضی پورہ محمد شہباز قادری صاحب

بے بیش ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کیلئے تو ہے کوئی یاد کرنے والا ہے {القرآن}

نور محمد صدیقی
آفتاب علی گزشتہ واقعہ حقیقت
سید عتیق رسول سرتاج الاولیاء مرشد کرام
حضرت علامہ

پیر محمد علاؤ الدین صدیقی

زینت شاہ آستانہ عالیہ بیاباں شریف آزاد کشمیر
دارالعلوم محی الدین صدیقیہ دینہ
چندلسین محی الدین شریف انٹرنیشنل چنڈیوہ

یہی ہے آرزو کہ تعلیم قرآن عام ہو جائے
ہر اک پرچہ سے اونچا پرچہ ملنا ہو جائے

مرکزی
جامع مسجد محی الدین

سدا ہار جھنڈ فیصل آباد

کے متصل
جامعہ محی الدین صدیقیہ

خصوصیات

* کارپسڈ کلاس روم

* پڑ سکون ماحول

* انگلش و کمپیوٹر کی تعلیم

* بیرونی طلباء کے قیام و طعام

* کامیاب ترین انتظام

اپنے ہونہار بچوں کو دینی علمی ادبی
تعلیم و تربیت کیلئے داخل کروائیں

شعبہ
حفظ القرآن

تجوید قرآن

داخلہ جاری ہے

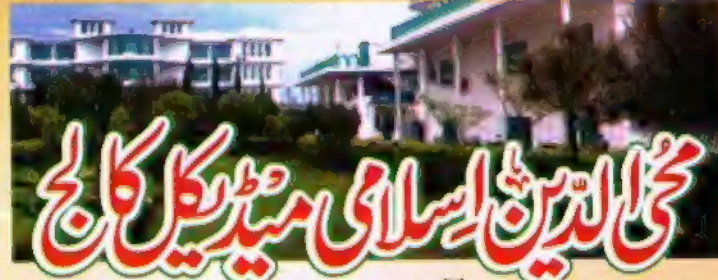
داخلہ فارم جامعہ کے دفتر سے حاصل کریں

عالم محمد عیسیٰ یوسف صدیقی (نور محمد صدیقی)
محی الدین سرتاج انٹرنیشنل فیصل آباد

0321-7611417, 0301-8655255, 0345-7796179, 0321-7840000

مُحَمَّدِیْنِ اِسْلَامِیْ یونیورسٹی
شہیدانِ شہریت
آزاد کشمیر کے ادارہ

ایک
نمبر
2015
اِستوار



مُحَمَّدِیْنِ اِسْلَامِیْ میڈیکل کالج

میرپور آزاد کشمیر کی

تقریرت و مباحثہ

آوازِ حق و حقیقت
پیر محمد علاء الدین
صابی

صابی: محی الدین اسلامی میڈیکل کالج
اپنے دست مبارک سے



چیرمین یونیورسٹی

200 طلباء و طالبات کو M.B.B.S کی ڈگری عطا فرمائیں گے

تمام کامیاب طلباء و طالبات - اساتذہ سمیت اپنے محبوب و مرشد کرم کو

مبارک باد پیش کرتے ہیں

خدامِ محمدِیْنِ اِسْلَامِیْ یونیورسٹی، فیصل آباد